مسائل زکوۃ
حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم
مدیر ماہنامہ ندائے شاہی و مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
کی کتاب المسائل جلد دوم سے ماخوذ اہم مسائل زکوۃ
JAMIA KHAIRUL ULOOM ASADABAD UDGAON
جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں
گٹ نمبر/ ۱۰۹۹ اشرول روڈ تعلقہ شرول ضلع کولہاپور مہاراشٹر

مسائل زکوۃ

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم
مدیر ماہنامہ ندائے شاہی ومفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
کی کتاب المسائل جلد دوم سے ماخوذ اہم مسائل زکوۃ

زیر سرپرستی
حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
سرپرست جامعہ ہذا، شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل

زیر اہتمام
حضرت مولانا احمد اللہ صاحب ایرانی حفظہ اللہ تعالی
بن حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ایرانی رحمہ اللہ
مہتمم جامعہ خیر العلوم اسعد آباد ادگاؤں

جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں
گٹ نمبر/ ۱۰۹۹ اشرول روڈ تعلقہ شرول ضلع کولہاپور مہاراشٹر

مزید مسائل کے سلسلے میں نیچے دیے گئے نمبرات پر مفتیان کرام سے رابطہ فرمائیں:

مفتیان جامعہ	ذمہ داران جامعہ
مفتی بدرالدین صاحب بارڈی 9421030886	مولانا احمداللہ صاحب ایرانی مہتمم جامعہ 8806243767
مفتی یوسف صاحب اچل کرنجی 96896934535	مولانا عبدالصمد صاحب ایرانی 9422614004
مفتی صدیق صاحب نواکھیڑ 9922098249	مولانا عبدالمجید صاحب اچل کرنجی 9822976522
مفتی ذاکر حسین صاحب ادگاؤں 9595701787	مولانا عبدالرحمن صاحب ادگاؤں 9421108481
مفتی عرفان صاحب میرج 9764062061	حافظ نورالہدیٰ صاحب میرج 9860540587
مفتی نعمت اللہ صاحب ادگاؤں 9503081157	مولانا ناصر صاحب ادگاؤں 8600118836
مفتی محمد صاحب کولہاپور 9975838594	جناب دستگیر مستری شرولی 9890077593

خادمین جامعہ

حافظ نصرالدین صاحب ادگاؤں 9028760956	جناب عبدالقادر بھائی اچل کرنجی 9270626130

باسمہ تعالیٰ

جامعہ ایک نظر میں

الحمد لولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ امابعد!

برادرانِ اسلام!

جامعہ ہذا محض اللہ کے فضل وکرم اوراس کی نصرت پر تقریباً ۴۶ ر سال سے اشاعت سنت، تعلیمِ دین، دعوت وتبلیغ اور تزکیۂ نفوس کی خدمت بہ حسن وخوبی انجام دے رہا ہے، سبھی حضرات قبولیت کی دعا بھی فرماتے رہیں۔

اِس وقت جامعہ ہذا میں ۴۷۱ ر طلبہ قرآن وحدیث کی تعلیم اوراخلاقی تربیت حاصل کررہے ہیں، اِن تمام طلبۂ کرام کا کھانا پینا اوران کی تمام ضروریات کومکمل جامعہ ہی برداشت کرتا ہے، دووقت کا ناشتہ، دووقت کا کھانا، ماہانہ وظیفہ، نادار وغریب طلبہ کے لیے آنے جانے کا کرایہ، کپڑے، صابن، سردی میں تمام طلبہ کے لیے چادر وغیرہ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے، یہ تمام سہولتیں طلبہ کے لیے رکھی گئی ہیں؛ تاکہ طلبہ یکسوئی اوراطمینان کے ساتھ، دنیوی ضروریات سے بےفکر ہوکر علم دین کے حصول میں لگے رہیں۔

اس کے علاوہ نہانے کے لیے گرم پانی، پینے کے لیے فلٹر کیا ہوا کُولر کا ٹھنڈا پانی مہیا ہے، جس کے لیے بڑا فلٹر اورواٹر کولر بھی لگایا گیا ہے، حتی الامکان طلبۂ کرام کی تمام ضروریات من جانب جامعہ پوری کی جاتی ہیں، جامعہ کے ماتحت دومدرسے شاخ کے طور پر چلتے ہیں، جس کی مکمل تعلیمی سرپرستی جامعہ ہی کرتا ہے، مدرسہ دارالعلوم ام المؤمنین نزد بکر قصاب مسجد میرج میں اس وقت ۸۴ ر طلبہ اور مدرسہ احمدیہ محمودیہ بدر العلوم چاندتارہ مسجد مرکز میں ۵۴ ر طلبہ قیام وطعام کے ساتھ تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

نئے طلبہ سے داخلہ فیس ۱۵۰ ر روپے کے علاوہ کوئی فیس نہیں لی جاتی؛ البتہ اگر کوئی صاحبِ حیثیت آدمی اپنے بچے یا زیر سرپرست کو اپنی حیثیت کے مطابق طعام کی فیس دے کر پڑھانا چاہے تو بہتر ہے، طلبۂ کرام کے لیے طعام وقیام، علاج ومعالجہ، بیمار طلبہ کے لیے ڈاکٹر ودوائی وغیرہ کا خرچ بھی ادارہ ہی برداشت کرتا ہے، اِس وقت جامعہ میں ۲۷ ر اساتذہ - نیز ۲ ر

افراد پر مشتمل دفتری عملہ اور ۱۶ ملازمین کام کر رہے ہیں، اساتذہ وملازمین کے لیے معقول تنخواہ کے علاوہ رہنے کے لیے مکانات مفت دیے گئے ہیں۔

جامعہ کے تمام اَخراجات کا دارومدار نصرتِ الٰہی اور آپ حضرات کی دعا اور مالی تعاون پر ہے، ماہ رمضان میں زکوٰۃ، صدقہ، فطرہ اور بقرعید میں قربانی کی کھالیں یہی چیزیں جامعہ کی آمدنی کا ذریعہ ہیں، اللہ تبارک وتعالی اپنے خزانۂ غیب سے مکمل کفالت فرما کر اپنے بندوں کو تعاون مالی اور دعا کی توفیق عطا فرمائے، اور مددگاروں کو خوب برکتوں سے نوازے۔ آمین

معیارِ تعلیم:

الحمدللہ جامعہ میں ابتدائی تعلیم درجۂ ناظرۂ قرآن، درجۂ حفظ مع تجوید وقراءت ہے، اور درجۂ علمیت میں اُردو دینیات تا دورۂ حدیث شریف تک کی تعلیم بہ نصابِ جامعہ ڈابھیل جاری ہے، اور ہر ماہ کے پہلے سنیچر کو درجہ اُردو دینیات، فارسی، عربی اول، عربی دوم کا ماہانہ امتحان ہوتا ہے، اِس کے علاوہ ششماہی وسالانہ امتحان بھی ہوتے ہیں، درجات ناظرہ میں طالب علم جب تک قرآن کریم مکمل اور صحیح نہ کرلے اُس وقت تک حفظ شروع نہیں کرایا جاتا ہے، درجۂ حفظ میں طالب علم کا پارہ ختم پر دفتر میں امتحان ہوتا ہے، کامیاب ہونے پر ہی آگے سبق شروع کیا جاتا ہے، طالب علم کی کارکردگی کو ریکارڈر کے طور پر محفوظ کرنے کے لیے باقاعدہ کاپیاں چھپائی گئی ہیں، جس میں اس کے پورے قرآنِ کریم کا ریکارڈ محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالی جامعہ کے تعلیمی معیار کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ہر نوع کی ترقیات عطا فرما کر نظر بد سے حفاظت فرمائے۔ آمین

عزائم:

الحمدللہ سالِ گزشتہ حضرت والا کے ہاتھوں دارالقرآن کی سنگ بنیاد رکھی گئی تھی، جو اَب تکمیل کے آخری مراحل سے گزر رہی ہے، اس میں اب تک 3897281 روپے خرچ ہوئے ہیں، اس رقم کے علاوہ بہت سے لوگوں نے تعمیرات کے اشیاء فراہم کیں، اور ابھی مزید کام باقی ہے، انشاءاللہ اس کام کی تکمیل کے بعد دارالاقامہ اور کتب خانہ کی تعمیر کا ارادہ ہے، چوں کہ اب تک کچھ بڑے طلبہ درسگاہوں میں اور چھوٹے طلبہ ہال میں آرام کرتے ہیں، لہذا اب مستقل طلبۂ کرام کے لیے رہائشی کمروں کی اور مطالعے کے لیے ایک لائبریری کی تعمیر ارادہ ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی اس کے لیے اسباب مہیا فرمائے۔ آمین

فہرست عناوین

باسمہ سبحانہ وتعالی

فریضۂ زکوۃ:

1) وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[البقرة/٣]

2) وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا[النساء/٣٩]

3) وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ [فاطر/٢٩]

4) وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ [النحل/٧٥]

5) وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ[ابراهيم/٣١]

6) وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ [الانفال/٣]

7) وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[حج/-٣٥القصص/-٥٤السجده/١٦ -الشورى/٣٨]

8) وَأَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ [حديد/٧]

ان جیسی آیات میں اللہ تعالی نے آگاہ کیا ہے کہ زکوۃ وغیرہ کا حکم کوئی ٹیکس نہیں کہ اسے بھاری سمجھا جائے؛ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ اپنی ہی دی ہوئی ایک امانت تم سے مانگ رہا ہے؛لہذا اسے دینے میں تمہارے دل پر کوئی تنگی اور بوجھ نہ ہونا چاہیے، بوجھ یا تنگی تو اس وقت ہوتی جب کہ تمہاری ذاتی کوئی چیز تم سے مانگی جاتی ۔(کتاب المسائل ۲/ ۲۰۴)

ایک صحیح روایت میں وارد ہے کہ:" ایک آدمی جنگل میں چلا جارہا تھا، اچانک اس نے بادلوں میں سے آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کی سینچائی کر، تو اچانک

بادل کا ایک ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے ایک وادی میں پانی برسایا، وادی کا سب پانی ایک نالے میں جمع ہو کر بھر کر چل پڑا، تو وہ آدمی پانی کے پیچھے پیچھے چلا، آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا ہوا پانی کا رخ اپنے پھاوڑے سے باغ کی طرف کر رہا ہے، تو اس شخص نے اس سے پوچھا کہ: "تمہارا نام کیا ہے" ؟ اس نے نام بتایا تو یہ وہی نام تھا جس کو اس نے بادل کی آواز میں سنا تھا، تو باغ والے نے سوال کیا کہ آخر تمہیں میرا نام پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی ؟ اس نے جواب دیا کہ یہ پانی جس بادل سے برسا ہے اس میں سے میں نے آواز سنی تھی کہ فلاں یعنی تمہارے باغ کی سینچائی کرے؛ لہذا بتاؤ تم اس باغیچے کی آمدنی کا کیا کرتے ہو؟ اس باغ والے نے جواب دیا کہ میں اس کی کل آمدنی تین حصوں میں بانٹ دیتا ہوں : ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، اور ایک تہائی حصہ میں سے میں اور میرے گھر والے کھاتے ہیں، اور ایک تہائی حصہ پھر باغ میں لگا دیتا ہوں۔ (کتاب المسائل ۲ / ۲۰۴)

نیز ایک مرسل روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حصنوا أموالكم بالزكوة وداووا (أمراضكم) بالصدقة و استقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع (رواه ابوداود في مراسله / ۸)

زکوۃ ادا کر کے اپنے اموال کی مضبوط حفاظت کا انتظام کرو اور صدقہ کے ذریعہ اپنے مریضوں کا علاج کرو، اور دعاء و گریہ وزاری کے ذریعہ آسمانوں کے طوفانوں کا مقابلہ کرو۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات میں دارین کا فائدہ ہے۔

آخرت کا نفع

زکوٰۃ وصدقہ کے اخروی منافع بے شمار ہیں اور اصل میں یہی منافع ہمارے پیش نظر رہنے چاہئیں، یہاں اخروی منافع کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔

(1) ایک روپیہ کے بدلہ میں سات سو گنا اجر مقرر ہے اور اخلاص وغیرہ کی وجہ سے اس میں زیادتی کا بھی وعدہ ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۶۱)

(2) زکوٰۃ وصدقہ میں خرچ گویا کہ اللہ کے ساتھ تجارت کرنا ہے جس میں کسی نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ (سورہ فاطر آیت ۲۹)

(3) صدقہ قیامت کے دن ہمارے لئے حجت بنے گا۔ (مسلم شریف ۱/ ۱۱۸)

(4) زکوٰۃ وصدقہ کی ایک کھجور (معمولی حصہ) کو اللہ تعالی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے، اور اس کی اسی طرح پرورش فرماتا ہے، جیسے انسان اپنی اونٹنی کے بچے کی پرورش کرتا ہے؛ تا آنکہ وہ چھوٹی سی کھجور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے پہاڑ کے برابر تک پہنچ جاتی ہے۔

(مسلم شریف ۱/ ۳۲۶)

(5) جو شخص زکوٰۃ وصدقہ ادا کرنے والا ہوگا اس کو جنت کے خاص دروازہ "باب الصدقہ" سے داخل کیا جائے گا۔ (متفق علیہ، مشکوۃ شریف ۱/ ۱۶۷)

(6) سات قسم کے حضرات میدان محشر میں عرش خداوندی کے سائے میں ہوں گے۔ انہی میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو اللہ کی راہ میں خفیہ خرچ کرتا ہوگا، اس طرح کہ داہنے ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔

(مسلم ۱/۱ ۳۳، بخاری ۱/۱ ۹)

(7) یہ صدقہ قیامت کے دن ہمارے لیے سائبان ہوگا۔

(مشکوۃ ۱/ ۱۷۰، کتاب المسائل ۲/ ۲۰۸)

زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے ضروری ہے کہ آدمی میں درج ذیل صفات پائی جائیں:

(۱) آزاد ہو۔ (غلام باندی پر زکوٰۃ فرض نہیں)

(۲) مسلمان ہو۔ (کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں)

(۳) سمجھ دار ہو۔ (پاگل پر زکوٰۃ فرض نہیں؛ جب کہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو)

(۴) بالغ ہو (بچہ پر زکوٰۃ نہیں) (عالمگیری ۱/ ۱۷۲)

(۵) اسے زکوۃ کی فرضیت کا علم ہو (خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص) (درمختار زکریا ۳/ ۱۷۴)

شرائطِ وجوبِ زکوٰۃ:

زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا لازم ہے:

(۱) مال بہ قدرِ نصاب ہو (مثلاً سونے کا نصاب ۲۰/ مثقال، اور چاندی کا نصاب دوسو درہم وغیرہ)

(۲) ملکیت تام ہو (لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو، سرِ دست اس کی زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہے)۔

(۳) نصاب ضرورتِ اصلی سے زائد ہو (استعمالی ساز وسامان پر زکوٰۃ نہیں ہے)

(۴) نصاب قرض سے خالی ہو (یعنی قرض کی رقم منہا کر کے نصاب مکمل مانا جائے)۔

(۵) مالِ نامی ہو (یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو خواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہو جیسے سونا چاندی یا فعلی اعتبار سے ہو جیسے مالِ تجارت مویشی وغیرہ) (عالمگیری ۱/ ۱۷۲)

زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

اگر نصاب پر ایک سال پورا گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔ (درمختار زکریا ۳/ ۱۸۶)

سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے ؟

اگر شروع اور اخیر سال میں نصاب پورا تھا؛ مگر درمیان سال میں اس کی مقدار کم رہی تب بھی پورے نصاب کی زکوٰۃ واجب ہوگی ۔ (بدائع الصنائع ۲/ ۹۹)

اضافہ شدہ رقم نصاب میں شامل ہوگی:

دورانِ سال نصاب میں جس قدر اضافہ ہوا اس سب پر اخیر سال میں زکوٰۃ واجب ہوگی (یعنی جس دن سال پورا ہوا اس دن کا بیلنس دیکھا جائے گا اور کل پر زکوٰۃ واجب ہوگی)۔ (مراقی الفلاح / ۳۸۹)

زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے:

ادائے زکوٰۃ کے وجوب کے لیے قمری سال کا اعتبار ہوگا، نہ کہ شمسی سال کا۔

(شامی کراچی ۲/۲۵۹، ہندیہ ۱/۱۷۵)

تنبیہ:

اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھنے اور اس کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے؛ اس لیے کہ اکثر سرمایہ دار حضرات سہولت کے لیے سرکاری سال کی ابتداء و انتہا (مارچ۔اپریل) کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حساب لگاتے ہیں، اور قمری سال کا اعتبار نہیں کرتے جس کی وجہ سے شرعی حساب مکمل نہیں ہو پاتا، اس لیے زکوٰۃ نکالنے والوں پر لازم ہے کہ وہ چاند کے مہینہ کی جس تاریخ سے صاحبِ نصاب ہوئے ہیں، اسی تاریخ کو ہر سال اپنی زکوٰۃ کا حساب لگایا کریں۔ (مرتب)

زکوٰۃ جلد از جلد ادا کرنی چاہیے:

زکوٰۃ جیسے ہی واجب ہو فوراً ادا کرنا ضروری ہے بلا عذر تاخیر کرنے سے گنہ گار ہوگا، بہت سے سرمایہ دار حضرات کے پاس بڑی مقدار میں زکوٰۃ کا روپیہ پڑا رہتا ہے، انہیں جلد از جلد اس فرض سے سبکدوش ہو جانا لازم ہے۔

(طحطاوی/۳۸۸)

زکوٰۃ میں کتنا مال دیا جائے گا؟:

زکوٰۃ کل مال کا چالیسواں حصہ (یعنی ڈھائی فیصدی) دینا ضروری ہوتا ہے۔ (طحطاوی/۳۸۹)

سونے کا نصاب:

سونے کا نصاب عربی اوزان کے اعتبار سے ۲۰/مثقال ہے، جس کا وزن

تولہ کے حساب سے ساڑھے سات تولہ اور گراموں کے اعتبار سے ۸۷/گرام ۸۰ ۴/ملی گرام ہوتا ہے۔(تنویر الابصار مع الدر المختار ۳/ ۲۲۴)

چاندی کا نصاب:

چاندی کا نصاب عربی اوزان کے اعتبار سے دوسو درہم ہے، جس کا وزن تولہ کے حساب سے ساڑھے باون تولہ اور گراموں کے اعتبار سے ۶۱۲/گرام ۳۶۰/ملی گرام ہوتا ہے۔(الموسوعۃ الفقہیہ ۲۳/ ۲۶۴)

سونا چاندی دونوں نصاب سے کم ہوں؟:

اگر سونا اور چاندی دونوں کے زیورات یا اشیاء ملکیت میں ہوں؛ لیکن کسی ایک کا نصاب بھی پورا نہ ہو تو دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی، اگر دونوں کی قیمت مل کر سونے یا چاندی کے کسی نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ واجب ہو جائے گی۔(مثلاً آج کل سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بڑا فرق ہو گیا ہے، اب اگر کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا ہے اور چند تولہ چاندی ہے تو دونوں کی جب قیمت لگائی جائے گی تو چاندی کے اعتبار سے نصاب تک پہنچ جائے گی؛ لہٰذا زکوۃ واجب ہوگی)(شامی زکریا ۳/ ۲۳۴)

اگر زیور کے ساتھ روپیہ بھی ہو؟:

زیور کے ساتھ اگر روپیہ یا سامانِ تجارت موجود ہو تو اگر چہ زیور کا وزن نصاب تک نہ پہنچتا ہو؛ لیکن سب ملا کر قیمت چاندی کے نصاب تک پہنچ گئی تو زکوۃ واجب ہو جائے گی (مثلا ۲۔ ۳/تولہ سونا ہے اور ساتھ میں پانچ ہزار روپیہ

ہے یا مالِ تجارت ہے تو کل کی قیمت اگر چاندی کے نصاب تک پہنچ رہی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی) (ہندیہ ۱/۱۷۹)

مال تجارت کی نیت سے خرید کر ذاتی استعمال میں لے آنا:

اگر کوئی مال تجارت کی نیت سے خریدا تھا پھر ارادہ بدل گیا اور اس کو ذاتی استعمال میں لے آیا تو اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ (الاشباہ والنظائر/۲۰۶)

خریدتے وقت تجارت کا پختہ ارادہ نہ تھا:

کوئی چیز استعمال کے لیے خریدی، ساتھ میں یہ نیت تھی کے نفع ملے گا تو بیچ دوں گا ورنہ رکھے رہوں گا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (طحطاوی/۳۹۱)

بہ نیتِ تجارت خریدے ہوئے مال پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ:

کوئی سامان تجارت کی نیت سے خریدا ہے مگر ابھی قبضہ نہیں کیا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (شامی کراچی ۲/۲۶۰)

پریس میں چھپائی کے لیے رکھی ہوئی روشنائی پر زکوٰۃ:

عموماً بڑے پریس والے چھپائی کے لیے روشنائی کا بڑا اسٹاک پہلے سے خرید کر رکھے رہتے ہیں، تو اس روشنائی کی قیمت پر سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۱۸۳)

حج کے لیے رکھے ہوئے روپیوں پر زکوٰۃ:

اگر کسی صاحب نصاب شخص نے حج کی نیت سے روپئے جمع کر رکھے تھے

اسی دوران سالانہ زکوۃ نکالنے کا وقت آ گیا تو اس پر حج کے لیے رکھی ہوئی پوری رقم کی زکوۃ نکالنا بھی لازم ہوگا۔(شامی زکریا ۳/ ۱۸۹)

حج کمیٹی میں جمع شدہ رقم پر زکوۃ میں تفصیل :

اگر کسی شخص نے حج کے ارادہ سے حج کمیٹی میں مکمل روپیہ جمع کرا دیا تھا اسی دوران اس کی زکوۃ کے حساب کا وقت آ گیا تو جمع شدہ رقم میں سے ہوائی جہاز کا کرایہ، معلم فیس اور دیگر اخراجات نکال کر سعودی ریال کی شکل میں اس عازم حج کو جو رقم واپس ملنے والی ہے اس پر زکوۃ نکالنی ضروری ہوگی۔

(مستفاد مسائل بہشتی زیور/ ۳۲۲)

تجارتی پلاٹوں اور فلیٹوں پر زکوۃ:

جو پلاٹ یا زمین فروخت کی نیت سے خریدے گئے ہیں تو ان کی موجودہ قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔(ھدایہ ۱/ ۲۱۲)

خریدے ہوئے شیئرز پر زکوۃ:

کسی کمپنی کے شیئرز اگر خرید کر رکھے ہوئے ہیں تو ان کی موجودہ قیمت پر زکوۃ فرض ہوگی، یعنی یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ انھیں کس قیمت پر خریدا تھا؛ بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ آج ان کی کیا قیمت ہے، اور اسی حساب سے زکوۃ نکالی جائے گی۔(امداد الفتاوی ۲/ ۲۱)

انشورنس میں جمع شدہ رقم پر زکوۃ:

کار، دوکان اور کاروبار کے انشورنس میں جو رقم جمع کی جاتی ہے اس کی واپسی

حتمی اور یقینی نہیں ہوتی، اس لیے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ البتہ لائف انشورنس (زندگی کا بیمہ) کی رقم بہرحال واپس ملتی ہے؛اس لیے اس میں جمع شدہ اصل رقم پر ملنے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی، یہ دینِ قوی کے درجہ میں ہے، اور اصل رقم سے بڑھ کر جو رقم ملنے والی ہے وہ چوں کہ سود اور حرام ہے؛ اس لیے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ (درمختار زکریا ۳/ ۲۳۶)

فکس ڈپازٹ رقم پر زکوٰۃ:

بعض لوگ اپنی رقومات بینکوں میں کئی سالوں کے لیے فکس ڈپازٹ کرا دیتے ہیں، تو چوں کہ یہ دَینِ قوی کے درجہ میں ہے جس کا بعد میں مقررہ وقت پر ملنا یقینی ہے؛ اس لیے اس اصل جمع شدہ رقم پر ہر سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی؛ لیکن جو رقم بڑھ کر ملے گی وہ قطعا حرام ہے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، (بلکہ اس اضافی رقم کو سودی مصارف میں ہی خرچ کرنا لازم ہے) (درمختار زکریا ۳/ ۲۳۶)

ٹرانسپورٹ کمپنی کی گاڑیوں پر زکوٰۃ کا مسئلہ:

اگر کوئی شخص ٹرانسپورٹ کا کاروبار کرتا ہے اور اس کی کاریں، بسیں، یا ٹرک وغیرہ کرایہ پر چلتے ہیں تو ان بسوں یا ٹرکوں کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ ان سے حاصل ہونے والے منافع پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(فتاوی تاتارخانیہ ۱/ ۲۵۱)

مچھلی پالن پر زکوٰۃ:

مچھلی پالن کے لیے تالاب اور اس کی زمین کی قیمت پر کوئی زکوٰۃ واجب

نہیں ؛البتہ جو مچھلیوں کا بیج (بچے) خرید کر کے ڈالا گیا ہے اس پر سال پورا ہونے پر موجودہ قیمت کے اندازہ سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (درمختار زکریا ۳/ ۱۹۸)

مرغی فارم کی زکوٰۃ:

مرغی فارم کی زمین اور عمارت وغیرہ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ، اور ان میں جو مرغیاں پالی جاتی ہیں انکی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر مرغی فارم سے انڈے مقصود ہیں اور انہیں کے ذریعہ آمدنی حاصل کی جاتی ہے مرغیاں فروخت کے لیے نہیں ہیں ، تو ایسی صورت میں مرغیوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ صرف انڈوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ لازم ہوگی ، گویا مرغیاں آلات کے درجے میں ہیں۔ (۲) اور اگر مرغی فارم سے محض انڈے مقصود نہیں ؛ بلکہ خود مرغیوں اور چوزوں کو بیچنا مقصود ہے تو ایسی صورت میں سال پورا ہونے پر ان مرغیوں اور چوزوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ کیوں کہ یہ خود مالِ تجارت ہیں۔ (شامی زکریا ۳/ ۱۸۳)

شادی کے لیے رکھے گئے زیورات پر زکوٰۃ:

اگر باپ یا ماں نے بچی یا بچے کی شادی کے لیے زیورات بنا کر رکھے ہیں اور وہ ابھی بچوں کو حوالے نہیں کیئے گئے ؛ بلکہ اپنی ہی ملکیت میں ہیں تو ان کی مالیت پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ ماں یا باپ پر واجب رہے گی ، اور اگر بچوں کی ملکیت میں دے دیئے ہیں تو جب تک وہ نابالغ ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ، اور بالغ ہونے کے بعد اگر نصاب وغیرہ کی شرائط پوری ہوتی ہوں تو سال گذرنے پر ان

پر زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ (درمختار زکریا ۳/ ۱۷۴)

مکان بنانے کے لیے جمع کردہ رقم پر زکوٰۃ:

کسی شخص نے مکان بنانے کے لیے رقم جمع کر رکھی تھی، اس درمیان زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آگیا تو اس پر مذکورہ جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا بھی لازم ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی دیوبند/ ۷۱۵)

مرغی یا مچھلی فارم میں استعمال ہونے والی خوراک پر زکوٰۃ کا مسئلہ:

مرغی یا مچھلی فارموں میں مرغیوں یا مچھلیوں کو کھلانے کے لیے جو خوراک استعمال کی جاتی ہے اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ کیوں کہ یہ تجارت کی غرض سے نہیں خریدی جاتی؛ بلکہ اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کپڑا دھونے والوں کے لیے صابن اور صرف وغیرہ، کہ ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

(شامی زکریا ۳/ ۱۸۳)

زکوٰۃ کے روپئے سے منی آرڈر فیس یا چیک یا ڈرافٹ کی اجرت دینا:

زکوٰۃ کی رقم سے منی آرڈر کی فیس یا چیک یا ڈرافٹ کی اجرت ادا کرنا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں مستحق فقیر کی تملیک نہیں پائی جاتی؛ بلکہ یہ بینک یا محکمہ ڈاک کے عمل کی اجرت ہے (لہٰذا جو لوگ زکوٰۃ کی رقم بذریعہ چیک ادا

کرتے ہیں اور چیک بھناتے وقت بینک اپنی واجب رقم کاٹ کر مستحق کو ادا کرتا ہے تو جتنی رقم بینک نے کاٹ لی ہے اس کے بقدر مالک کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی؛ بلکہ اتنی رقم اسے مزید ادا کرنی ہوگی)(تاتارخانیہ زکریا ۱۷/ ۲۴۲)

دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی ہوئی بھینسوں کا حکم:

بعض شہروں میں لوگ طویلے یعنی دودھ کے لیے بھینسوں کو پالنے کا کام کرتے ہیں، تو ان بھینسوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ ان سے حاصل شدہ دودھ کی آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔(تاتارخانیہ زکریا ۳/ ۱۶۹)

اینٹ کے بھٹی کی زکوۃ کا کیسے حساب لگائیں؟:

اینٹ کے بھٹے میں زکوٰۃ کا حساب اس طرح لگایا جائے گا کہ ادائیگی کے دن جتنی اینٹیں کچی یا پکی موجود ہوں ان کی قیمت لگائی جائے، اور اینٹ بنانے کے لیے جو مٹی خرید کر لائی گئی ہو اس کی بھی قیمت جوڑ لی جائے، اس کے بعد ڈھائی فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ نکالیں؛ البتہ کوئلہ یا لکڑی وغیرہ جو بھٹے میں جلانے کے لیے جمع کر کے رکھی جاتی ہیں ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ اشیاء جل کر ختم ہو جاتی ہیں باقی نہیں رہتی ہیں۔(شامی بیروت ۳/ ۱۷۱)

کس طرح کے اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے؟:

درج ذیل اموال اور اثاثہ جات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ ان کی قیمت کتنی ہی ہو:

(۱) رہنے کے گھر۔

(۲) کرائے پر اٹھائے گئے مکانات (البتہ ان کی آمدنی پر زکوٰۃ حسبِ ضابطہ واجب ہوگی)

(۳) استعمالی کپڑے، چادریں، فرش وغیرہ۔

(۴) گھر کا ساز وسامان (فرِج، کولر، واشنگ مشین وغیرہ)

(۵) سواریاں (گاڑی، موٹر سائیکل وغیرہ)

(۶) غلام باندیاں جو خدمت پر مامور ہوں۔

(۷) اپنی حفاظت کے لیے رکھے گئے ہتھیار۔

(۸) گھر میں رکھا ہوا کھانے پینے کا ذخیرہ۔

(۹) سجاوٹ کے برتن۔

(۱۰) ہیرے جواہرات۔ (جب کہ تجارت کے لیے نہ ہو)

(۱۱) مطالعہ کی کتابیں۔

(۱۲) صنعت کاروں کے اوزار اور مشین، کارخانے، فیکٹریاں، کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک اور کاشت کار حضرات کے ٹریکٹر، اور آلاتِ زراعت وغیرہ۔

(نیز ہر ایسا سامان جو تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو) (عالمگیری ۱/ ۱۷۲)

گذشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم منہا کر کے حساب لگایا جائے:

اگر کسی شخص نے ایک سال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تا آں کہ دوسرا سال آ گیا تو پہلے سال جو زکوٰۃ کی رقم واجب ہوئی تھی وہ چوں کہ اس کے ذمہ دین ہے اس

لیے اس رقم کو الگ کر کے زکوٰۃ کا حساب لگایا جائے گا، اور سابقہ واجب شدہ رقم بہر حال الگ سے ادا کرنی ہوگی۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۱۷۶)

حقوق اللہ سے متعلق کون سے مطالبات مانع زکوٰۃ نہیں؟:

ہر ایسا دَین جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو اور کسی انسان کی طرف سے اس کا مطالبہ نہ ہو، مثلاً نذر، کفارات، صدقۃ الفطر اور حج کا وجوب تو ان کی رقومات کو اصل سرمایہ سے منہا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ اگر ان امور کے لیے رقم رکھی ہو اور سال پورا ہونے کا وقت آجائے تو اس پوری رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مثلاً کسی شخص نے حج کا ارادہ کیا ہے اور رمضان میں اس کا زکوٰۃ کا سال پورا ہوتا ہے، اور اس نے حج کے لیے جو رقم جمع کر رکھی ہے وہ سال پورا ہونے کے وقت اس کے پاس موجود ہے تو کل رقم پر زکوٰۃ فرض ہوگی حج کی رقم کو منہا نہیں کیا جائے گا)۔ (عالمگیری ۱/ ۱۷۳)

جس قرض کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں:

اگر قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت نہ ہو، تو ایسے قرض پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ البتہ اگر وہ دین بعد میں کسی طرح مل جائے تو اب حولان حول کے بعد یا دیگر نصاب کے ساتھ ملا کر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی، سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (شامی زکریا ۳/ ۱۸۴)

پرائیویڈ ٹ فنڈ پر زکوٰۃ:

ملازمین کی تنخواہوں میں جو جز وجبراً کاٹ کر جمع کرلیا جاتا ہے جسے پرائیویڈ ٹ

فنڈ کہتے ہیں، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ اس فنڈ میں سے دورانِ ملازمت بطور قرض اگر رقم نکال لی جائے پھر بھی اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ البتہ ملازمت ختم ہونے پر جب یہ رقم ملازم کو ملے گی تو اس کے مقبوضہ مال میں شامل ہوگی اور آئندہ حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (عالمگیری ۱/ ۱۷۴)

نوٹ: پرائیویڈٹ فنڈ بعض صورتوں میں اختیاری ہوتا ہے، یعنی کمپنی کی طرف سے رقم جمع کرنا لازم نہیں ہوتا؛ بلکہ ملازم کے اختیار میں رہتا ہے، اور وہ جب چاہے اس اختیاری جمع شدہ رقم کو نکال کر اپنے استعمال میں لاسکتا ہے، تو ایسی صورت میں اس اختیاری جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مرتب)

گم شدہ مال مل گیا:

اگر کسی کا کوئی سامان گم ہوگیا تھا یا کسی نے چھین لیا تھا، بعد میں وہ کئی سال بعد اسے مل گیا تو اس پر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(تبیین الحقائق ۲/ ۲۸)

استعمالی ہیرے موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں:

ہیرے اور موتی اور جواہرات جن کو بغرضِ استعمال خریدا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے، خواہ وہ کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہوں، البتہ اگر ہیروں کی تجارت کرتا ہے تو مالِ تجارت کے اعتبار سے ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(مراقی الفلاح/ ۳۹۱)

پورا نصاب صدقہ کردیا تو ضمناً زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی:

اگر کوئی شخص کسی نصاب کا مالک ہوا، پھر اس نے وہ نصاب بلا نیت زکوٰۃ مکمل صدقہ کر دیا تو اس کے ذمہ سے اس نصاب کا فریضۂ زکوٰۃ ساقط ہوگیا۔

(عالمگیری ۱/۱۷۱)

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا:

اگر کسی شخص نے بقدر نصاب مال ملکیت میں آنے کے بعد حساب لگا کر چند سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دی تو بھی اس کی ادائیگی درست ہو جائے گی۔(تاہم اگلے سالوں میں اگر مال بڑھ جائے تو اسی حساب سے مزید زکوٰۃ نکالنی ہوگی)۔

(طحطاوی ۳۸۹)

مالِ تجارت میں فروختگی کی قیمت کا اعتبار:

تجارتی سامان کی زکوٰۃ میں یہ دیکھا جائے گا کہ وجوب زکوٰۃ کے وقت اس کی بازاری قیمت کیا ہے؟ اسی قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، تاجر کی خرید کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا (مثلاً کسی تاجر نے سو روپیہ میں سامان خریدا اور دوکان پر لاکر وہ نفع کے ساتھ دوسو روپیہ میں فروخت کرتا ہے تو وہ فروختگی کی قیمت کے اعتبار سے ہی زکوٰۃ نکالے گا)۔(شامی زکریا ۳/۲۲۹)

سونے چاندی میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا:

سونے چاندی میں زکوٰۃ اصلاً وزن کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے (مثلاً ۴۰/گرام سونے میں ایک گرام سونا واجب ہوگا) اب اگر اس کی ادائیگی روپیہ کے ذریعہ کرنے کا ارادہ ہے تو اعلیٰ بات یہ ہے کہ واجب شدہ وزن کا سونا بازار

میں جتنے کا ملتا ہو اسی اعتبار سے زکوٰۃ نکالیں کہ اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے؛ لیکن اگر اپنے پاس موجود سونا بازار میں جتنے کا فروخت ہو اس کا اعتبار کر کے زکوۃ نکالیں گے تو بھی فرض ادا ہو جائے گا؛ کیوں کہ شریعت کی طرف سے اصل مطالبہ اسی سونے چاندی کا ہے جو ملکیت میں فی الوقت موجود ہے؛ لہٰذا اسی کی فروختگی کی قیمت معتبر ہوگی۔ (مثلاً بازار میں سونے کی قیمت خرید ۲۵/ ہزار روپیہ فی دس گرام ہے جب کہ ہم اگر اپنا سونا بیچنا چاہیں تو سنار ۲۳/ ہزار فی دس گرام کے حساب سے قیمت لگاتا ہے؛ تو ہمارے اوپر اصل زکوۃ کا وجوب ۲۳ ہزار فی دس گرام کے حساب ہی سے ہوگا؛ کیوں کہ یہی اس کی اصل قیمت ہے)(مرتب) (درمختار ۳/ ۲۲۷)

امیٹیشن جویلری پر زکوٰۃ کا حکم:

سونے چاندی کے علاوہ زیورات (امیٹیشن جویلری) اگر ذاتی استعمال کے لیے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص ان زیورات کی تجارت کرتا ہے، تو ان میں مالِ تجارت ہونے کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مسائل بہشتی زیور/ ۳۱۲)

مالِ حرام میں زکوٰۃ کا مسئلہ:

جو مال حرام طریقہ (مثلاً سود، رشوت یا غصب وغیرہ کے ذریعہ) حاصل کیا گیا ہو وہ سب کا سب اصل مالک پر لوٹانا یا غریبوں پر تقسیم کرنا ضروری ہوتا ہے؛ لہٰذا ایسے خالص حرام مال پر زکوٰۃ کا حکم نہیں ہے؛ البتہ اگر حلال اور حرام مال مخلوط

ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (شامی زکریا ۳/ ۲۱۸)

نفع رسانی سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہ ہوگی:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال مشخص ضروری ہے؛ لہٰذا کسی شئی کے نفع کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کیا جا سکتا، مثلاً کسی شخص نے اپنی گاڑی کسی فقیر کو دے دی اور اس کا بننے والا کرایہ زکوٰۃ میں جوڑ لیا، یا مکان رہنے کو دے دیا اور اس کے کرایہ میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (طحطاوی/ ۳۸۹)

مسافر غنی کا مال راستہ میں ضائع ہو گیا:

اگر کوئی مسافر اپنی جگہ صاحبِ حیثیت ہو؛ لیکن سفر کے دوران اس کا مال ضائع ہو جائے (مثلاً جیب وغیرہ کٹ جائے) تو اس کے لیے اپنے وطن پہنچنے کے بہ قدر مال بہ مد زکوٰۃ لینا جائز ہے؛ لیکن اس بہانے سے زیادہ مال سمیٹنا درست نہ ہوگا)۔ (تاتارخانیہ زکریا ۳/ ۲۱۸)

مالک کا زکوٰۃ کے نوٹ ادل بدل کرنا:

اگر مالک نے زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے رکھی تھی اور ابھی فقیر کے قبضہ میں نہیں دی تھی تو وہ اس رقم کو ادل بدل کرنے کا اختیار رکھتا ہے، حتی کہ اگر چاہے تو یہ رقم دوسری ضروریات میں خرچ کر کے اس کی جگہ دوسری رقم رکھ دے، یا دوسری رقم سے زکوٰۃ ادا کر کے اس رقم سے وصول کر لے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(شامی زکریا ۳/ ۱۸۹)

وکیل کا زکوٰۃ کے روپے تبدیل کرنا:

مدرسہ کا سفیر، یا مالک کا وکیل امین ہوتا ہے، اس لیے اصلی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ میں حاصل کردہ اصل رقم بلا کسی تبدیلی کے مدرسہ یا مستحق تک پہنچائے؛ لیکن اگر ضرورت ہو تو نوٹ بدلنے اور تڑانے کی بھی گنجائش ہے؛ کیوں کہ زکوٰۃ میں روپئے متعین نہیں ہوتے؛ بلکہ اصل میں مالیت متعین ہوتی ہے، اس میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ (شامی زکریا ۳/۱۸۹)

مال زکوٰۃ میں اس مقام کی قیمت کا اعتبار ہے جہاں مال ہے:

زکوٰۃ کی ادائیگی میں مال زکوٰۃ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جہاں مال ہے۔

(شامی بیروت ۳/۱۹۶)

سال مکمل ہونے کے بعد پورا مال چوری یا ضائع ہو جائے؟:

کسی شخص کے مال پر سال گذرنے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے وہ پورا مال چوری ہو گیا یا کسی طریقہ سے ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی۔

(تاتارخانیہ زکریا ۳/۲۳۷)

کس زمین میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور کس میں نصف عشر (بیسواں حصہ)؟:

اگر عشری زمین سال کے اکثر حصہ میں قدرتی آبی وسائل (بارش، ندی، چشمہ وغیرہ) سے سیراب کی جائے تو اس میں عشر یعنی کل پیداوار کا دسواں حصہ) واجب ہوتا ہے، اور اگر وہ زمین مصنوعی آب رسانی کے آلات و وسائل مثلاً ٹیوب ویل یا خریدے ہوئے پانی (جس میں راج بہائے (جو کسی بڑی نہر سے

نکالی جائے) کا پانی بھی شامل ہے) سے سیراب کی جائے تو اس میں نصف عشر (یعنی کل پیداوار کا بیسواں حصہ) واجب ہوتا ہے، اور فقہی عبارات میں ''عشر'' کا لفظ تغلیبا عشر اور نصف عشر دونوں صورتوں میں بولا جاتا ہے۔ (اس لیے آگے آنے والے مسائل میں اس فرق کو ملحوظ رکھا جائے) (مرتب)

(جواہر الفقہ ۲/ ۲۷۴)

عُشر وخراج کا مصرف:

عشر (خواہ دسواں حصہ ہو یا بیسواں حصہ) میں عبادت کی جہت پائی جاتی ہے اسی لیے وہ صرف مسلمان پر واجب ہوتا ہے، اس کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا ہے، اسے رفاہی مصارف وغیرہ میں نہیں لگایا جاسکتا، جب کہ خراج کا مصرف عام ہے، اسے مسلمانوں کی تمام انفرادی واجتماعی ضروریات اور مصالح میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۶/ ۳۴۸)

نابالغ اور مجنون کی زمین میں عشر:

نابالغ بچے اور مجنون کی زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے۔

(بدائع الصنائع ۲/ ۱۷۳)

موقوفہ زمین کی پیداوار میں عشر:

وقف کی زمین میں اگر پیداوار ہو تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔

(المحیط البرہانی ۳/ ۲۷۹)

کرایہ کی زمین پر عشر کون ادا کرے؟:

اگر کسی شخص نے اپنی زمین کرایہ پر اٹھا رکھی ہے اور اس میں کرایہ دار کاشت کرتا ہے، تو ایسی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مالک زمین کرایہ سے حاصل کردہ رقم میں سے عشر نکالے گا، کرایہ دار پر عشر نہ ہوگا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک عشر کا ذمہ دار کرایہ دار ہے، اور موجودہ زمانہ میں چوں کہ کرایہ کا تناسب پیداوار سے عموماً بہت کم ہوتا ہے اس لیے فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے، شامی کی بحث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ (بہشتی زیور اختری ۳/۳۰)

بٹائی کی زمین پر عشر:

جو زمین بٹائی پر دے رکھی ہے اس کی پیداوار میں ہر شریک پر اس کے حصہ میں سے عشر واجب ہوگا۔ (بہشتی زیور ۳/۳۰)

کھیتی کے اخراجات کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا:

کھیتی کی تیاری میں جو اخراجات ہوتے ہیں (مثلاً آب رسانی، مزدوری، کھاد وغیرہ) انہیں آمدنی سے منہا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ مجموعی پیداوار میں عشر نکالنا ضروری ہوگا۔ (تاتارخانیہ زکریا ۳/۲۷۷)

عشر نکالنے سے قبل غلہ استعمال نہ کیا جائے:

پیداوار میں سب سے پہلے عشر نکال کر الگ کرنا چاہیے اس کے بعد ہی پیداوار کو استعمال کرنا چاہیے، اور جو پیداوار فروخت کر دی گئی ہو اس کی قیمت سے اولاً دس فیصدی حصہ عشر کا الگ کر کے استعمال ہونا چاہیے اور جو غلہ پہلے استعمال کر لیا گیا تو حساب لگا کر اس کی قیمت کا دسواں حصہ صدقہ کیا جائے گا۔

(المحیط البرہانی ۳/ ۲۸۹)

عشر کل پیداوار پر واجب ہے:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر کل پیداوار اور ہر طرح کی پیداوار پر واجب ہوتا ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ، یعنی عشر کے وجوب کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں ہے۔

نوٹ: شامی زکریا ۳/ ۲۶۵ کی ایک عبارت سے کم از کم ایک صاع یا نصف صاع پیداوار کی شرط معلوم ہوتی ہے؛ لیکن عام فقہی کتابوں میں احقر کو یہ قید امام ابوحنیفہؒ کے قول میں نہیں ملی۔ (مرتب)

سال میں متعدد پیداواروں کا حکم:

اگر کسی زمین میں سال میں کئی فصلیں ہوتی ہوں تو ہر فصل سے عشر لیا جائے گا۔ (بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۱۸۴)

سبزیوں میں عشر:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سبزیوں اور ترکاریوں پر بھی عشر واجب ہے؛ لہٰذا جب جتنی سبزیاں کھیت سے کاٹی جائیں ان کا دسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کے لیے الگ نکالا جائے۔ (شامی بیروت ۳/ ۲۴۱)

بانس میں عشر کا حکم:

اگر بانس خودرو ہے تو اس میں عشر واجب نہیں ہے اور اگر باقاعدہ اس کے لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے تو عشر واجب ہے۔ (درمختار زکریا ۳/ ۲۶۸)

گنے کی پیداوار میں عشر:

جس کھیت میں گنے کی باقاعدہ کھیتی کی جائے تو کل پیداوار میں عشر واجب ہوگا۔ (ہندیہ ۱/۱۸۶)

عشری زمین میں پائے جانے والے شہد کا حکم:

جو شہد کے چھتے عشری زمین میں دست یاب ہوں ان میں عشر واجب ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔ (ہندیہ ۱/۱۸۶)

گھر میں لگے ہوئے درختوں کے پھل پر عشر نہیں:

اگر کسی شخص نے اپنے وسیع گھر کے صحن میں پھل دار درخت یا سبزیاں وغیرہ بو رکھی ہیں تو ان کی پیداوار پر عشر نہیں ہے۔ (المحیط البرہانی ۳/ ۲۷۳)

سبزیوں کے بیج میں عشر نہیں:

خربوزہ، ککڑی، اور تربوز وغیرہ کے بیج میں عشر واجب نہیں؛ بلکہ صرف ان کے پھل میں عشر ہے۔ (المحیط البرہانی ۳/ ۲۷۳)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے نیت ضروری ہے:

فقیر کو زکوٰۃ دیتے وقت، یا وکیل کو سپرد کرتے وقت، یا کل مال سے الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح/ ۳۸۹)

اگر ادائیگی کے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی:

اگر دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی اور بعد میں نیت کی اور زکوٰۃ کا مال

بعینہ فقیر کے قبضہ میں ہے ابھی اس نے خرچ نہیں کیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر فقیر کے پاس مال خرچ ہو جانے یا ضائع ہو جانے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (تاتارخانیہ ۳/ ۱۹۸)

مال دیئے بغیر زکوٰۃ کا وکیل بنانا:

اگر کسی کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ابھی مال نہیں دیا؛ بلکہ کہا کہ آپ میری طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیں تو اس کے ادا کرنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (شامی زکریا ۳/ ۱۸۹)

وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے:

اگر ایک شخص کو مالک نے اداءِ زکوٰۃ کا وکیل بنایا اس نے مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنا دیا تو بھی جائز ہے۔ (شامی زکریا ۳/ ۱۸۹)

زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں؟:

زکوٰۃ درج ذیل لوگوں کو دی جا سکتی ہے:

(۱) فقراء (جن کے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو)

(۲) مساکین (جو کسی بھی مال کے مالک نہ ہوں)

(۳) اسلامی حکومت کے وہ کارِندے جو زکوٰۃ وعشر کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں۔

(۴) ایسے غلام جو اپنی آزادی کے لیے مدد کے طالب ہوں۔

(۵) ایسے قرض دار جن کو قرض سے سبک دوشی کے لیے زکوٰۃ دی جائے، جب کہ ان کے پاس اپنی ذاتی مالیت قرض کی ادائیگی کے لیے باقی نہ ہو۔

(۶) وہ غازیانِ اسلام اور مجاہدین جو اپنی مالی بے سروسامانی کی وجہ سے اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے ہوں۔ (گویا جہاد کرنے کے لیے زکوٰۃ کی رقم سے مجاہدین کی مدد کی جاسکتی ہے)

(۷) وہ مسافر جو سفر کے دوران ضرورت مند ہو جائیں۔ (اگر چہ اپنے وطن میں مال وثروت والے ہوں اور گھر سے فوری طور پر مال منگانا مشکل ہو)۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۸۲)

زکوٰۃ میں ایک فقیر کو بیک وقت کم از کم کتنا مال دیا جائے؟:

بیک وقت ایک فقیر کو اتنی مقدار دینا مستحب ہے کہ وہ دن بھر کسی سے سوال کرنے کا محتاج نہ رہے، اور وہ مقدار اس کے لیے اور اس کے اہل وعیال کے لیے کافی ہو۔ (ہندیہ ۱/ ۱۸۸)

ایک فقیر کو بیک وقت مکمل نصاب کا مالک بنانا مکروہ ہے:

ایک فقیر کو یک مشت اتنا مال دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو جائے بہتر نہیں ہے؛ البتہ اگر وہ مقروض ہو اور قرض کی ادائیگی کے لیے بڑی رقم دی تو حرج نہیں۔ (تاتارخانیہ زکریا ۳/ ۲۲۱)

ضروری تنبیہ: بعض سرمایہ دار اس مسئلہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بسا اوقات ان پر کاروباری یا حکومت کا قرض اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ ان کے اصل سرمایہ سے بڑھ جاتا ہے تو وہ لوگوں کے پاس جا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم مقروض ہونے کی وجہ سے مستحق زکوٰۃ ہو گئے، اس لیے زکوٰۃ کے مال سے ہمیں قرض کی

ادائیگی میں تعاون دیا جائے اس طرح وہ لاکھوں روپیہ کا مطالبہ رکھتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنی ذاتی مالیت (جائیداد گاڑیاں وغیرہ) فروخت کر کے اپنا قرض ادا کریں، اور اس کے بعد بھی قرض ادا نہ ہو تو اب تعاون کا مطالبہ کریں، اس سے پہلے ان کا اپنے کو زکوٰۃ کا مستحق کہنا غریبوں کی سخت حق تلفی ہے۔

قریبی رشتہ داروں کا حق:

قریبی رشتہ دار (جن میں ولادت اور زوجیت کا رشتہ نہ ہو) زکوٰۃ کے اہم مستحقین میں سے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینے میں دوگنا ثواب ملتا ہے، ایک زکوٰۃ کا دوسرے صلہ رحمی اور قرابت کا۔ (واضح رہے کہ باپ، دادا، اولاد اور شوہر بیوی کے علاوہ بقیہ سب ضرورت مند رشتہ داروں، مثلاً بھائی بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور بھانجے وغیرہ کو زکوٰۃ دینا شرعاً درست ہے؛ بلکہ افضل ہے)۔

(ترمذی ۱/ ۱۴۲)

غریب بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا:

غریب بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ اس میں دوہرا ثواب ہے، ایک زکوٰۃ کا دوسرے صلہ رحمی کا۔ (مجمع الانہر ۱/ ۲۲۶)

سوتیلی ماں، بہو یا داماد کو زکوٰۃ دینا:

آدمی اپنی سوتیلی ماں، بہو (بیٹے کی بیوی) یا داماد (بیٹی کے شوہر) کو زکوٰۃ دے سکتا ہے، جب کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں۔ (شامی زکریا ۳/ ۲۹۳)

گھر کے خادموں کو زکوٰۃ دینا:

گھر میں کام کرنے والے غریب ملازمین کو ان کی تنخواہوں کے علاوہ انعام کے طور پر کسی خوشی کے موقع پر جو کچھ دیا جاتا ہے، اس میں زکوٰۃ کی رقوم کو صرف کرنا درست ہے۔ (عالمگیری ۱/ ۱۹۰)

عیدی کے عنوان سے زکوٰۃ:

عیدی کے عنوان سے مستحقِ زکوٰۃ حضرات کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ (درمختار ۳/ ۳۰۷)

زکوٰۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا:

زکوٰۃ کی نیت سے ہبہ یا قرض کے نام سے روپئے دیئے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی (یعنی فقیر کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے)۔

(مراقی الفلاح/ ۳۹۰)

سمجھ دار بچے کو زکوٰۃ دینا:

اگر فقیر سمجھ دار بچہ کو زکوٰۃ دی یا کپڑے پہنائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(تاتارخانیہ ۳/ ۲۱۱)

مال دار اولاد کے تنگ دست باپ کو زکوٰۃ دینا:

اگر کوئی باپ فقیر اور محتاج ہو اور اس کی اولاد مال دار اور صاحبِ نصاب ہو تو زکوٰۃ کی مد سے اس شخص کی امداد جائز ہے؛ کیوں کہ اولاد کی مال داری کی وجہ سے

باپ کو مال دار نہیں سمجھا جائے گا۔(ہندیہ ۱/ ۱۸۹)

غریب کی شادی میں زکوٰۃ خرچ کرنا:

اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ جو شخص غریب اور فقیر ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے؛ لیکن آج کل غریب بچیوں کی شادی کے نام پر جو با قاعدہ چندہ کیا جاتا ہے اس میں یہ شرعی خرابی پیش آتی ہے کہ اوّلاً دو ایک اصحابِ خیر کے تعاون سے نصاب کے بقدر رقم جمع ہو جاتی ہے؛ لیکن واہی تباہی رسومات اور لمبی چوڑی دعوتوں کے انتظام کے لیے مزید رقم کا سوال جاری رہتا ہے، تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بقدر نصاب مال حاصل ہونے کے بعد مزید زکوٰۃ کی رقم لینا ہرگز جائز نہیں ہے، اور دینے والے کو اگر اصل صورتِ حال معلوم ہو تو اس کے لیے دینا بھی درست نہیں ہے۔(فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۹/ ۵۲۹)

اس لیے ایسی جگہوں پر اگر خرچ ناگزیر ہو تو امدادی رقم سے تعاون کیا جائے، زکوٰۃ نہ دی جائے، احوط یہی ہے۔(درمختار زکریا ۳/ ۳۰۶)

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں تقسیم کرنا:

زکوٰۃ کی رقم سے طلبہ کو کتابیں تقسیم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ طلبہ باشعور اور مستحق زکوٰۃ ہوں (لہٰذا بہت ناسمجھ بچوں یا مال دار بچوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی)۔(درمختار بیروت ۳/ ۱۹۵)

زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کے کپڑے بنانا:

زکوٰۃ کی رقم سے غریب مستحقین کو کپڑے وغیرہ بنا کر دینا جائز ہے۔

(البحرالرائق ۲/ ۴۲۴)

زکوٰۃ کی رقم سے بنے ہوئے فلیٹ غریبوں کو الاٹ کرنا:

زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ اور مکانات تعمیر کر کے انہیں غریبوں میں بطور ملکیت تقسیم کرنا اور انہیں رجسٹری کر کے خود مختار مالک بنانا درست ہے، اس سے مالکان کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔(در مختار بیروت ۳/ ۲۹۵)

فقیر شخص کا زکوٰۃ لے کر مال دار پر خرچ کرنا:

اگر کسی فقیر مستحق زکوٰۃ شخص کو زکوٰۃ کی رقم ملی پھر اس نے وہ رقم اپنی خوشی سے کسی مال دار یا غیر مستحق زکوٰۃ شخص پر خرچ کر دی یا کارِ خیر میں صرف کر دی، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(بخاری شریف ۱/ ۲۰۲)

ریلیف میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا:

سیلاب یا آفاتِ سماویہ سے دو چار بے کس اور غریب لوگوں پر زکوٰۃ کی رقم تملیکاً صرف کرنا جائز ہے؛ (لیکن جو لوگ مستحق زکوٰۃ نہ ہوں ان پر زکوٰۃ کی رقم صرف نہیں کی جائے گی)۔(در مختار ۳/ ۲۸۳)

زکوٰۃ کی رقم سے فساد زدگان کی امداد

اگر کسی علاقہ میں فساد پھیل جائے تو جو لوگ فساد سے متأثر ہو کر بے گھر اور بے بس ہو گئے ہوں ان کی امداد میں زکوٰۃ کی رقوما ت صرف کرنا جائز ہے؛ بلکہ ایسے مصیبت زدہ لوگ زکوٰۃ کے زیادہ مستحق ہیں۔(کتاب الفتاوی ۳/ ۳۰۴)

قیدیوں کی رہائی کے لیے زکوٰۃ کی رقم کا استعمال:

بے قصور نادار مسلمان قیدیوں کی رہائی کے لیے ان کی طرف سے اصالۃ یا وکالۃ قبضہ کرنے کے بعد ان کی اجازت سے زکوٰۃ کی رقومات کا استعمال جائز ہے۔(مستفاد فتاوی محمودیہ ۱۴/ ۲۴۰-۲۴۴)

مقروض کو زکوٰۃ دینا:

جو شخص فقیر اور مقروض ہو اس کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؛ کیوں کہ وہ نسبۃ زیادہ محتاج ہے۔۔(درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۲۸۹)

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں؟:

درج ذیل لوگوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے:

(۱) باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا۔اسی طرح دادی، نانی، وغیرہ الخ۔

(۲) لڑکے، لڑکیاں، پوتے، نواسے، پوتیاں، نواسیاں الخ۔

(۳) بیوی اور شوہر۔

(۴) غلام باندی۔

(۵) کافر۔

(۶) صاحبِ نصاب مال دار۔

(۷) صاحبِ نصاب مال دار کے غلام باندی۔

(۸) مال دار کا چھوٹا بچہ۔

(۹) سادات (بنوہاشم آلِ علی، آل عباس وغیرہ)

(۱۰) بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام باندی۔ (مراقی الفلاح ۳۹۲)

زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغی جماعت میں جانا:

کوئی شخص اپنی ذاتی زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغی جماعت یا کسی بھی دینی سفر میں نہیں جاسکتا (البتہ کسی غریب مستحق شخص کو زکوٰۃ کی رقم ملی اور وہ اس کے ذریعہ جماعت میں چلا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔ (ہندیہ ۱/ ۱۷۰)

اصول وفروع کو زکوٰۃ دینا:

اپنے باپ، دادا، لڑکوں اور پوتوں کو زکوٰۃ دینے سے فرض ادا نہ ہوگا۔

(درمختار زکریا ۲/ ۱۷۳)

بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا:

بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(تاتارخانیہ زکریا ۳/ ۲۰۷)

کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے:

زکوٰۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع ۲/ ۱۶۱)

پاگل اور ناسمجھ بچہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں:

پاگل اور ناسمجھ بچہ کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی؛ البتہ اگر ان کا ولی ان کی طرف سے قبضہ کر لے تو زکوٰۃ درست ہو جائے گی۔ (المحیط البرہانی ۳/ ۲۱۴)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے تملیک ضروری ہے:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے فقیر کو باقاعدہ مالک وقابض بنانا شرط ہے، تملیک کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (المحیط البرہانی ۳/ ۲۱۴)

زکوٰۃ کی رقم مسجد وغیرہ میں نہیں لگ سکتی:

زکوٰۃ کی رقم براہِ راست مسجد وغیرہ کی تعمیر اور اس کی ضروریات میں صرف کرنا درست نہیں۔ (ہندیہ ۱/ ۲۰۵)

رفاہی اور مفادِ عامہ کے کاموں میں زکوٰۃ لگانا جائز نہیں:

رفاہی ضروریات مثلاً راستوں، پلوں اور پانی کی ٹنکیوں شفاخانوں وغیرہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا درست نہیں ہے، ان جگہوں پر صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (تاتارخانیہ زکریا ۳/ ۲۰۸)

زکوٰۃ کے مال سے میت کی تجہیز وتکفین:

میت کی تجہیز وتکفین میں براہِ راست زکوٰۃ کا روپیہ لگانا جائز نہیں ہے (البتہ اگر سخت ضرورت ہو تو کسی غریب مستحق کو زکوٰۃ کی رقم دے دی جائے پھر وہ اپنی طرف سے تجہیز وتکفین میں لگا دے تو ایسا کرنا درست ہوگا) (ہندیہ ۱/ ۱۸۸)

زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا:

میت مقروض کا قرض زکوٰۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں تملیک نہیں پائی جاتی۔ (البتہ مذکورہ حیلہ یہاں بھی اختیار کیا جا سکتا ہے) (مرتب) (ہندیہ ۱/ ۱۸۸)

زکوٰۃ کے مال سے فقراء کی دعوت:

اگر مستحق فقراء کو ایک جگہ بٹھا کر کھانا کھلا دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ان کو کھانے کا مالک بنانا ضروری ہے۔ (بعض مدارس میں یکجا بٹھا کر طلبہ کو کھانا کھلانے کا رواج ہے، تو منتظمین کو چاہئے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم تملیک کر کے کھانے میں خرچ کیا کریں، ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (البحر الرائق کوئٹہ ۲/۲۱۰۱)

رفاہی ہسپتال میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا:

ہسپتال کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم لگانا جائز نہیں ہے؛ البتہ زکوٰۃ کی رقم سے دوائیں خرید کر غرباء اور مستحق لوگوں کو دینا شرعا درست ہے؛ لیکن غیر مستحق لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم سے خریدی گئی دوائیں دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(درمختار مع الشامی بیروت ۳/ ۲۶۳)

مدارس میں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب:

مدارس میں زکوٰۃ خرچ کرنے میں دوہرا ثواب ملے گا ایک زکوٰۃ کی ادائیگی کا دوسرے علم کی اشاعت اور دین کے تحفظ کا۔ (عالمگیری ۱/ ۱۸۷)

مقروض کے قرض کو معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی:

مقروض کو قرض سے بری کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، البتہ اگر کسی نے مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دی پھر اس سے اپنا قرض وصول کر لیا تو یہ درست ہے۔

(طحطاوی/ ۳۹۰)

زکوٰۃ کی رقم حج میں لگانا:

کوئی شخص اپنی ذاتی زکوٰۃ کی رقم خود اپنے حج فرض یا نفل میں خرچ نہیں کر سکتا، اس سے اس کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (البتہ کسی غریب مستحق شخص کو زکوٰۃ کی رقم ادا کی اور وہ اس رقم سے حج کو چلا جائے تو اس کی اجازت ہے)(ہندیہ ۱/ ۱۸۸)

مال زیادہ سمجھ کر زیادہ زکوٰۃ ادا کردی:

اگر کسی شخص نے مال کا حساب لگایا، اس کے بعد زکوٰۃ ادا کردی، پھر دوبارہ حساب لگایا تو مال کم نکلا، تو زائد زکوٰۃ کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کرنا درست ہے۔(فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ ۱/ ۲۶۳)

زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا:

بہتر ہے کہ ہر شہر والے اپنی زکوٰۃ اپنے شہر کے فقراء و مستحقین پر صرف کریں؛ لیکن اگر دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں تو دوسری جگہ زکوٰۃ کی رقم بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً بہت سے رشتہ دار ضرورت مند دوسرے شہر میں رہتے ہوں، یا بہت سے مدارس ایسے پس ماندہ علاقوں میں واقع ہیں جہاں تعاون کرنا دین کی بقا کے لیے ضروری ہے تو وہاں زکوٰۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز؛ بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔(ھدایہ ۱/ ۲۰۸)

زکوٰۃ کی رقم چوری ہوگئی:

اگر زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے رکھی ہوئی تھی اور وہ چوری ہوگئی یا کسی اور طرح ضائع ہوگئی، تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ ادا کی جائے؛ اس لیے کہ مصرف پر خرچ نہیں ہوئی، اور تملیک نہیں پائی گئی۔(البحر الرائق کراچی ۲/ ۲۱۸)

مختصر قوانین داخلہ وہدایات

برائے طلبۂ جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں

(۱) جامعہ میں داخلے کے خواہش مند طالب علم کی عمر تقریباً بارہ سال ہونا ضروری ہے؛ ورنہ داخلہ نہیں ہوسکے گا۔ (۲) طالب علم کا اسکول سرٹیفکیٹ، جنم داخلہ، راشن کارڈ، آدھار کارڈ، الیکشن آئی، ڈی کارڈ کا زیراکس داخلے کے لیے ضروری ہوگا۔ (۳) طالب علم اوراس کے والی کی پاسپورٹ سائز نئی حالیہ تصویر تین تین عدد لانا ضروری ہے۔ (۴) جامعہ میں داخلے کا خواہش مند طالب علم اگر کسی قانونی کیس میں ملوث ہو، یا اس کے نام کوئی وارنٹ، یا اس کے خلاف کوئی قانونی یا عدالتی کارروائی ہو، تو داخلے سے پہلے اس کی اطلاع جامعہ کو دے دیں؛ ورنہ اس کی بُو اور آہٹ محسوس ہوتے ہی اس کا فوراً جامعہ سے اخراج کردیا جائے گا، اور حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کسی بھی کارروائی پر جامعہ آپ کا تعاون نہیں کرسکے گا۔ (۵) جامعہ کی طرف سے مقرر کردہ یونیفارم (سفید شرعی لباس) کی پابندی ضروری ہے نیز جمعہ کے دن اور چھٹیوں کے اوقات میں بھی اس کا خیال رکھیں۔ (۶) لکھنے پڑھنے، رہنے سہنے اور تمام ضروریات کے سامان طالب علم کو خود لانا ہوگا، مثلاً: تین جوڑے سفید کپڑے، پیٹی، بستر، بالٹی، سویٹر، چپل، صابن، نوٹ بک، قلم وغیرہ۔ (۷) اپنے احباب اور رشتے داروں سے ملاقات کا وقت عصر تا مغرب یا جمعہ کا دن ہوگا۔ (۸) اگر طالب علم بغیر اجازت جامعہ کی چہار دیواری سے کہیں بھاگ جائے یا گھر چلا جائے یا اِسی طرح کوئی طالب علم کسی حادثے یا ناگہانی آفات کا شکار ہوجائے، تو اُس کی ذمہ داری جامعہ

پر عائد نہ ہوگی، اور نہ ہی آپ کو قانونی چارہ جوئی کی اجازت ہوگی۔(۹) اگر کوئی طالب علم جامعہ میں تکمیلِ تعلیم کے بعد یا دورانِ تعلیم جامعہ سے نکل جائے اور حکومت کی طرف سے کسی ممنوعہ تنظیم و پارٹی میں شامل ہو کر کسی واردات و فسادات کا ذمہ دار و ملوث قرار دیا جائے تو نہ اُن فسادات کا، اور نہ اُس طالب علم کا جامعہ سے کسی قسم کا تعلق ہوگا، اور نہ ہی جامعہ اُن کا ذمہ دار ہوگا۔(۱۰) جامعہ میں سالانہ رمضان المبارک، عیدالاضحیٰ اور ششماہی کی چھٹی رہتی ہے، اِس کے علاوہ جامعہ میں کسی قسم کی چھٹی نہیں ہوگی، والدین اور طلبہ اپنی تمام ضروریات انھیں چھٹیوں میں پوری کرلیں؛ تاکہ بعد میں تعلیمی نقصان نہ ہو۔(۱۱) رخصت یا بیماری کی درخواست دفتر میں بلا واسطہ خود پہنچائیں، درخواست کی منظوری اشد ضرورت کی بنا پر حسبِ صواب دید ہوگی، نیز جامعہ کی چہار دیواری کے باہر جانے کے لیے بھی اجازت لینی ضروری ہوگی ۔(۱۲) جامعہ میں تعطیلات کی اطلاع نوٹس بورڈ پر دی جاتی ہے، والی حضرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ طلبہ سے یا دفتر جامعہ سے کی چھٹی کی تاریخ معلوم کرلیں اور وقت پر پہنچ کر خود اپنے زیرِ سر پرست طالب علم کو لے جائیں یا جن لوگوں کے ذریعے طالب علم کو گھر بلانا چاہیں تو ان کی شناخت اور اطلاع دینی ضروری ہوگی، اور اگر آپ وقت پر نہ پہنچ سکے، اور طالب علم اپنے دوستوں یا اپنے رشتے داروں کے گھر یا کسی انجان و نامعلوم شخص کے ساتھ چلا جائے تو جامعہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔(۱۳) ہر وہ چیز جو طالب علم کی علمی، عملی و اخلاقی تنزلی کا سبب ہو مثلاً: موبائل، میمری کارڈ، ایم پی تھری، آئی پوڈ وغیرہ اُس کے پاس پائے جانے سے فوری طور پر وہ ضائع کردیے جائیں گے واپس نہیں دیے جائیں گے۔(۱۴) ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، کیسٹ، سی ڈی، ایم، پی تھری، آئی پوڈ، کیمرہ، موبائل، گیم اور تصاویر جو شرعاً

وقانوناً ممنوع ہیں ان کولانا اور اپنے پاس رکھنا ناقابل عفو جرم شمار ہوگا، اور آپ کا یہ جرم آپ کا اخراج بھی کرا سکتا ہے۔(۱۵) پان، تمباکو، گٹکھا، بیڑی، سگریٹ ودیگر صحت کے لیے مضر ونشہ آور اشیاء کا استعمال جامعہ سے علیحدگی ودوری کا ذریعہ بنے گا۔(۱۶) والی کے لیے ضروری ہوگا کہ جب بھی آپ کو مہتمم جامعہ بلائیں تو فوراً جامعہ آنا ہوگا۔(۱۷) مہینے میں ایک مرتبہ اپنے زیر سرپرست کی تعلیمی واخلاقی کیفیت کی خبر لیتے رہنا ہوگا۔(۱۸) جامعہ کی تعطیلات ختم ہونے یا رخصت اتفاقی کے اختتام پر اُسی دن جامعہ میں حاضری ضروری ہوگی، دیر سے آنے والے طلبہ کو داخلے سے محروم کردیا جائے گا۔(۱۹) سنیما بینی، گانا بجانا، موسیقی، فلمی باتوں اور مجلسوں، فحش کتابوں اور رسالوں سے بالکلیہ اجتناب کرنا ہوگا، یہ بدترین جرائم آپ کا اخراج بھی کرا سکتے ہیں۔(۲۰) اگر کسی طالب علم کا جامعہ سے اخراج ہوگیا ہے، تو جامعہ کے کسی بھی طالب علم کو جائز نہیں ہوگا، کہ اُس اخراج شدہ طالب علم کو اپنا مہمان بنا کر دارالاقامہ میں رکھیں یا اُس سے کسی قسم کے دوستانہ تعلقات رکھیں۔(۲۱) مذکورہ بالا قوانین پر جامعہ کے ہر طالب علم کی پابندی ضروری ہوگی، اِن میں سے ایک بھی قانون کی خلاف ورزی کرنے والے طالب علم کے متعلق مہتممِ جامعہ جو اقدام مناسب سمجھیں گے عمل میں لائیں گے؛ جس میں طالب علم کا اخراج بھی شامل ہے۔(۲۲) قوانینِ مذکورہ کے علاوہ طالب علم کی علمی، عملی واخلاقی ترقی کے لیے موقع بہ موقع نوٹس بورڈ کے ذریعہ جو قوانین عمل میں آئیں گے اُس پر عمل کرنا ہر طالب علم کا اخلاقی فریضہ ہے۔

جامعہ سے چھپی ہوئی دیگر کتابیں

ملنے کا پتا

جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاوٴں

گٹ نمبر/۱۰۹۹ اشرول روڈ تعلقہ شرول ضلع کولہاپور مہاراشٹر